القرآن الكريم
وترجمة معانيه وتفسيره
إلى اللغة الأردية

یہ قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر خادم حرمین شریفین
شاہ فہد بن عبد العزیز آل سعود کی طرف سے ہدیہ ہے

مفت تقسیم کے لئے

شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا[1] ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔[2] (۷)

اب قرآن و احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔

(۱) یہ صراط مستقیم کی وضاحت ہے کہ یہ سیدھا راستہ وہ ہے جس پر وہ لوگ چلے 'جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ منعم علیہ گروہ ہے انبیا شہدا صدیقین اور صالحین کا۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں ہے ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ (النساء۔ ۶۹) "اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں' وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا' یعنی انبیا' صدیقین' شہدا' اور صالحین' اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔" اس آیت میں یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کا یہ راستہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ ہی کا راستہ ہے' نہ کہ کوئی اور راستہ۔

(۲) بعض روایات سے ثابت ہے کہ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ (جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا) سے مراد یہودی اور ضَالِّيْنَ (گمراہوں) سے مراد نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مفسرین کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں «لا أَعْلَمُ خِلاَفًا بَيْنَ الْمُفَسِّرِينَ فِي تَفْسِيرِ ﴿ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ﴾ : بِالْيَهُودِ وَ ﴿ الضَّآلِّيْنَ ﴾ بِالنَّصَارَىٰ» (فتح القدیر) اس لیے صراط مستقیم پر چلنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ دونوں کی گمراہیوں سے بچ کر رہیں۔ یہود کی بڑی گمراہی یہ تھی کہ وہ جانتے بوجھتے صحیح راستے پر نہیں چلتے تھے' آیات الٰہی میں تحریف اور حیلہ کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے' حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے' اپنے احبار و رہبان کو حرام و حلال کرنے کا مجاز سمجھتے تھے۔ نصاریٰ کی بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کیا اور انہیں اَبْنُ اللهِ اور ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ (اللہ کا بیٹا اور تین خداؤں میں سے ایک) قرار دیا۔ افسوس ہے کہ امت محمدیہ میں بھی یہ گمراہیاں عام ہیں اور اسی وجہ سے وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضلالت کے گڑھے سے نکالے' تاکہ ادبار و نکبت کے بڑھتے ہوئے سائے سے وہ محفوظ رہ سکے۔

سورۂ فاتحہ کے آخر میں آمین کہنے کی نبی ﷺ نے بڑی تاکید اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس لیے امام اور مقتدی ہر ایک کو آمین کہنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جہری نمازوں میں) اونچی آواز سے آمین کہا کرتے تھے اور صحابہ ﷺ بھی' حتیٰ کہ مسجد گونج اٹھتی (ابن ماجہ۔ ابن کثیر) بنابریں آمین اونچی آواز سے کہنا سنت اور صحابہ کرام ﷺ کا معمول بہ ہے۔ آمین کے معنی مختلف بیان کیے گئے ہیں۔ «كَذٰلِكَ فَلْيَكُنْ» (اسی طرح ہو) «لا تُخَيِّبْ رَجَاءَنَا» (ہمیں نامراد نہ کرنا) «اللّٰهُمَّ! اسْتَجِبْ لَنَا» (اے اللہ ہماری دعا قبول فرمالے)۔